ردِ جمہوریت پر مختلف مکاتب فکر کے جید علماء و مفتیانِ کرام کے فتاویٰ و فرامین ـــ حصه اوّل

بِسْمِ ٱللهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيمِ

ردِ جمہوریت پر مختلف مکاتب فکر کے جید علماء و مفتیانِ کرام کے فتاویٰ و فرامین ـــ حصه اوّل

السلام علیکم و رحمة الله وبرکاته

الله کی مہربانی اور عنایت سے مجھے یہ توفیق ملی کہ میں عظیم فتنئہ جمہوریت کے رد میں مختلف مسالک (حنفی ، شافعی) اور مکاتب فکر (دیوبند ، اہل حدیث ، بریلویا ور سلفی) کے جید علماء و مفتیانِ کرام کے فتاویٰ و فرامین ایک جگہ مرتب کر سکوں. حوالہ جات دینے کی اپنی پوری کوشش کی ہے ، بہرحال بحثیت بشر خطا ممکن ہے . لہٰذااہلِ علم اصلاح فرما دیں . جزاک الله

الله اپنی بارگاہ میں اِس ناچیز عامی کی یہ ادنی سی کوشش قبول و نافع فرمائیں .آمین یارب العالمین

اہل سنت و الجماعت احناف دیوبند

امام نور الہدیٰ حضرت مولانا عبیدا لله انور مقالات وارشادات ۔ 71 میں ارشاد فرماتے ہیں

اسلامی جمہوریت اورا سلامی سوشلزم

آج کل ان اصطلاحات پر بڑی بڑی بحثیں ہورہی ہیں اورا خبارات کے کالم کتے کالم سیاہ ہورہے ہیں ۔حالانکہ یہ دونوں اصطلاحیں اسلام کے مزاج کے خلاف ہیں ۔ جو شخص "اسلامی جمہوریت " کی اصطلاح استعمال کرتا ہے

، وہ بھی اسلام کو ناقص تصور کرتا ہے اور جو "اسلامی سوشلزم" کی اصطلاح کو رواج دینے کے غم میں گھلا جارہا ہے ۔ وہ بھی حیات نہیں سمجھتا ۔ اس سلسلہ میں بڑافریب یہ دیاجاتا ہے کہ ان ازموں اور طرز ہائے زندگی میں شامل سب کچھ اسلام میں ہے اور یہ نظریے اسلام کے خلاف نہیں تو پھر اس کا نام جمہوریت یا سوشلزم رکھنے کی کیا ضرورت ہے ؟ اسے صرف اسلام ہی کیوں نہ کہہ دیاجائے ؟ اسلا می جمہوریت یا اسلامی سوشلزم کی پیوندکاری سے کیا حاصل ہے؟ اور ریشم کے پاکیزہ اور صاف کپڑے میں یہ ٹاٹ کا پیوند کیوں لگانا چاہتے ہو؟

صاف اور سیدھی بات یہی ہے کہ اسلام کا مزاج نہ مغربی جمہوریت سے لگاؤ کھاتاہے اور نہ ہی کمیونزم سے اسلام کو سروکار ہے۔ اسلام فقط اللہ عزاسمہ جل مجدہ کی حاکمیت کا قائل ہے۔ اس کا اعلان ہے :ان الحکم الا اللہ

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے

حکمراں ہے اک وہی، باقی بتان آزادی

اسلام میں سربراہان مملکت کا کام نیابت وخلافت ہے۔ پیغمبر اسلام بھی قانون خداوندی کا نفاذ کرتا ہے اور اپنی خواہشات کے پیچھے کسی کو نہیں چلاتا ، اسی لئے اس کا معاشی نظام کسی فنی اور طبقاتی تقسیم کی نفرت پر مبنی نہیں بلکہ توحید کے فطری اصول پر قائم ہے ۔اسلام نہ اشتراکی آمریت کا حامی ہے ، نہ یورپ کے سرمایہ درانہ نظام کا مؤید ہے ۔اسلام شخصی ملکیت کے بنیادی حق کو تسلیم کرتے ہوئے کسی کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ وہ دوسروں کے حقوق کا استحصال کرے ۔

مزید فرماتے ہیں کہ

کیا ہمارا آئین اسلامی ہے؟ہماری دینی مذہبی،سیاسی جماعتوں کا چونسٹھ سال سے ایک ہی تحریکی ناکام طریقہ کارہےجس کی چند صورتیں یہ ہیں ۔انٹرویو دینا ۔مظاہرہ کرنا ۔احتجاجی جلوس نکالنا۔ہڑتالیں کروانا ۔احتجاجی جلسے کروانا ۔دھرنا دینا ۔لانگ مارچ ۔سوشل بائیکاٹ ۔ استقبالیہ، دعوتیں ، افطارپارٹیاں،عید ملن پارٹیاں،عشائیہ،ظہرانہ وغیرہ یہ سب طریقے اغیارسے لیے گئے ہیں اس ناکام طریقہ کار کے ذریعےیہ جماعتیں تو آئین پاکستان کواسلامی آئین بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکی تواس ملک کو اسلامی مملکت بنانااوراسلامی نظام قائم ونافذ کرنا ممکن ہی نہیں ہے (ایں خیال است محال است جنون

مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ
مجھےجو بات آپ سے عرض کرنی ہے وہ یہ کہ اب بھی اگردنیامیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا دین غالب ہوگاتووہ ووٹ کے ذریعے سے نہیں ہوسکتا۔۔۔کہ آپ سیاسی جماعت بنا کر مغربی جمہوریت کے ذریعے سے آپ اللہ کے دین کوبڑھاناچاہیں۔۔۔اللہ کے دین کو غالب کرناچاہیں۔۔۔تو کبھی بھی دنیا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا دین ووٹ کے ذریعے سے۔۔۔مغربی جمہوریت کے ذریعے سے غالب نہیں ہوگا۔اس لیےکہ اس دنیا کے اندر اللہ کے دشمنوں کی اکثریت ہے۔۔۔۔فساق اورفجار کی اکثریت ہے۔۔۔اورجمہوریت جو ہے وہ بندوں کو گننے کا نامہ ہے،بندوں کو تولنے کا نام نہیں ہے۔اقبال نے کہا تھا کہ
جمہوریت ایک طرز حکومت ہے کہ جس میں

بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے
وہ ان بندوں کو گنا کرتے ہیں کہ کتنے سر ہیں۔۔۔لہٰذامغربی جمہوریت کے ذریعے کبھی اسلام نہیں آسکتا ہے۔۔۔جیسا کہ پیشاب کے ذریعے کبھی وضونہیں ہو سکتا اور جیسا کہ نجاست کے ذریعے سے کبھی طہارت اور پاکی حاصل نہیں کی جاسکتی۔اسی طرح سے لادینی اورمغربی جمہوریت کے ذریعے سے کبھی اسلام غالب نہیں آسکتا۔۔۔دنیا میں جب بھی اسلام غالب ہوگا تو اس کاواحد راستہ وہی ہے۔۔۔جوراستہ اللہ کے نبی حضرت محمد صلي اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا تھا۔۔۔اور وہ جہادکارستہ ہے کہ جس کے ذریعےسے اس دنیا میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا دین غالب ہوگا۔

ماہنامہ سنابل، کراچی، مئی 2013، جلد 8، شمارہ 11، ص 33

اڑتالیس سال علماء نے انتخابی اور جمہوری سیاست میں ضائع کئے ، میں دعوی سے کہتا ہوں کہ اس طرزحکومت سے48 ہزار سال کے بعد بھی اسلام نہیں آئے گا ۔)

خطباتِ شامزئی ، ص ۲۰۳ (

مولاناشاہ محمد حکیم اختر رحمۃ اللہ علیہ فرماتےہیں

’’اسلام میں جمہوریت کوئی چیز نہیں کہ جدھر زیادہ ووٹ ہوجائیں ادھر ہی ہو جاؤ، بلکہ اسلام کا کمال یہ ہے کہ ساری دنیا ایک طرف ہوجائےلیکن مسلمان اللہ ہی کا رہتا ہے...... جب حضور ﷺنے صفا کی پہاڑی پرنبوت کااعلان کیا تھا تو الیکشن اور ووٹوں کےاعتبار سے کوئی بھی نبی کے ساتھ نہیں تھا۔نبی کے پاس صرف اپنا ووٹ تھا، لیکن کیاحضور ﷺ اللہ کے پیغام کے اعلان سےباز آ گئے کہ جمہوریت چونکہ میرے خلاف ہے،اکثریت کی ووٹنگ میرے خلاف ہے اس لیےمیں اعلانِ نبوت سے بازرہتا ہوں‘‘؟

خزائنِ معرفت و محبت، ص 209

مفتی حمید اللہ جان صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں
اسلامی جمہوریہ پاکستان نہیں ! صرف اسلامی پاکستان!
اس جمہوری کتے کو اس کنوئیں سے نکالو گے تو کنواں پاک ہوگا ورنہ ہزار ڈول نکال لو یہ کنواں پاک ہونے والا نہیں ! ,,,

مفتی حمید اللہ جان صاحب رحمتہ اللہ نے جمہوریت کی شرعی حیثیت اور اس کے نقصانات پرگفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ جمہوریت فساد کی جڑ ہے جب تک اس ملک سے جمہوری نظام کاخاتمہ نہیں ہوتا اس وقت تک یہاں اسلام کے نفاذ کی بات کرنا خام خیالی ہے۔ انہوں نےمزید فرمایا کہ جتنے بھی لادینیت پر مبنی قوانین اس ملک کے آئین میں ہیں ہم اس نظام حکومت (جمہوریت) کےذریعے انکا کبھی بھی خاتمہ نہیں کرسکتے۔ انہوں نے ان جماعتوں کو دعوتِ فکر دی جوپارلیمنٹ میں اسلام کے دفاع کے لئے اپنی موجودگی کو ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر آپ اس نظام کے تحت دفاع کرسکتے تو یہ قوانین کبھی نہ بنتے۔

مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے کہ موجودہ مغربی جمہوری نظام ہی بے دینی ، بے حیائی، اورتمام فسادات کی جڑ ہے اور خصوصاً اس میں اسمبلیوں کوحق تشریع (آئین سازی، قانون سازی) دیناسراسرکتاب وسنت اور اجماعِ اُمت کے خلاف ہے۔

.

اور ووٹ کا استعمال مغربی جمہوری نظام کو عملا تسلیم کرنا اور اس کی تمام خرابیوں میں حصه دار بننا هے اسلئے موجوده مغربی نظام کے تحت ووٹ کا استعمال شرعا ناجائز هے

مولانامفتی تقی عثمانی صاحب فتح الملهم ، ص 284 ج 3 میں فرماتے هیں

"اسلام کا نظام سیاسی ڈیمو کریسی اور ڈکٹیٹر شپ سے جدا ہے۔ (گویا جمہوریت الگ ہے اوراسلامی نظام الگ ہے اس کا اُس سے کوئی تعلق نہیں)"۔

اورفتاوی عثمانی جلد سوم ، باب الامارة و السیاسة میں فرماتے هیں

مغربی جمہوریت جسکی بنیاد "عوام کی حکمرانی" کے تصور پر هے ، اسلام کے قطعی خلاف هے ، کیونکه اسلام کی بنیاد "الله کی حاکمیت اعلی" کے عقیدے پر هےجسے قرآن کریم نے "إن الحكم إلا لله" کے مختصر جملے میں ارشاد فرمایاهے ، لہذا مغربی جمہوریت کو اپنے تمام تصورات کے ساته برحق سمجهنا عصر حاضر کی بدترین گمراہیوں میں سے هے ، اور ایسے لوگوں کو شرعی طور پر گمراه کہا جائے گا ، اوراگر کوئی شخص اس تفصیل کے ساته مغربی جمہوریت کو برحق سمجهے که پارلیمنٹ اگر کوئی قانون قرآن کریم کے کسی صریح حکم کے خلاف نافذ کر دے تو (معاذ الله) پارلیمنٹ کاقانون هی برحق هوگا تو ایسا اعتقاد کفر هے ، لیکن اگر کوئی شخص پارلیمنٹ کےفیصلوں کو قرآن و سنت کے تابع قرار دے تو اس کو کفر یا گمراہی نہیں کہہ سکتے ، مگراس کا مطلب یه هو گا که وه مغربی جمہوریت کو جوں کا توں قبول نہیں کرتا۔

مولانافضل محمد دامت برکاتہم "اسلامی خلافت"، صفحہ ۱۱۷ پر لکھتے ہیں
۔"اسلامی شرعی شوریٰ اور موجودہ جمہوریت کے درمیان اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین میں،وہ مغربی آزاد قوم کی افراتفری کا نام ہے۔ جس کا شرعی شورائی نظام سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔"

۔"اسلامی خلافت"، صفحہ 176 پرلکھتےہیں:۔
۔"کچھ حضرات یہ کہتے ہیں کہ اسلامی جمہوریت، یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ اسلامی شراب۔"

جمہوریت میں اسلام کی بو تک نہیں دنیامیں جو ممالک امریکی بلاک میں شامل ہیں اوروہاں جمہوریتیں قائم ہیں۔توہرکافر،مشرک،یہودی،عیسائی،بدھ مت،ہندو،پارسی اورمنکرِخداجمہوریت کو اچھاسمجھتے ہیں۔پاکستان میں جو پارٹیاں اسلام کے نام کوسنناگوارا نہیں کرتی ہیں۔وہ صبح وشام جمہوریت کےراگ الاپتی ہیں۔اگرجمہوریت میں ایک ذرہ برابر بھی اسلام ہوتاتویہ اسلام کے پکےدشمن کبھی بھی جمہوریت کا نام نہیں لیتے۔معلوم ہوا کہ جمہوریت میں اسلام کی بو تک نہیں ہے ،علمائےکرام کوخوب یاد رکھ لیناچاہیےکہ جمہوریت میں اسلام تلاش کرنا وقت کاضیاع ہے ؟کسے درصحن کا چی قلیہ جید اضاع العمر فی طلب للحالترجمہ:"کھیر کے پیالے میں بوٹیاں تلاش کرنافضول وقت ضائع کرنا ہے" کچھ حضرات کہتے ہیں اسلامی جمہوریت،یہ کہنا ایسا ہی ہے کہ کوئی کہے اسلامی
' شراب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسلامی فساد

فتنہ ارتداد اور جہاد فی سبیل اللہ،صفحہ نمبر:139۔مولانا فضل محمدحفظہ اللہ))

داعئ ختم نبوت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں
’’بعض غلط نظریات قبولیتِ عامہ کی ایسی سند حاصل کرلیتےہیں کہ بڑے بڑے عقلاء (اور عالم کہلانے والے بھی)اس قبولیتِ عامہ کے آگے سرڈال دیتے ہیں ،وہ یا تو ان غلطیوں کاادراک ہی نہیں کرپاتے یا اگر ان کو غلطی کااحساس ہوبھی جائے تو اس کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہیں کرسکتے۔دنیا میں جو بڑی بڑی غلطیاں رائج ہیں، ان کے بارے میں اہل عقل اسی لئے المیے کا شکار ہیں!اسی غلط قبولیتِ عامہ کا سکہ آج ’’جمہوریت‘‘میں چل رہاہے ۔جمہوریت دورِ جدید کا وہ ’’صنمِ اکبر‘‘ہے جس کی پرستش اول اول دانایانِ مغرب نے شروع کی۔چونکہ وہ آسمانی ہدایت سےمحروم تھے،اس لئے ان کی عقلِ نارسا نے دیگر نظام ہائے حکومت کے مقابلے میں جمہوریت کا بت تراش لیااور پھر اس کومثالی طرزِ حکومت قرار دے کر اس کا صور بلندآہنگی سےپھونکا کہ پوری دنیا میں اس کاغلغلہ بلندہوا،یہاں تک کہ مسلمانوں نے بھی تقلیدِمغرب میں جمہوریت کی مالا جپنی شروع کردی۔کبھی یہ نعرہ بلند کیا گیا کہ’’اسلام جمہوریت کا علم بردار ہے‘‘اور کبھی’’اسلامی جمہوریت ‘‘(جیسی خبیث اصطلاح)وضع کی گئی۔حالانکہ مغرب’’جمہوریت‘‘کے جس بت کا بچاری ہے ،اس کا نہ صرف یہ کہ اسلام سےکوئی تعلّق نہیں بلکہ وہ اسلام کے سیاسی نظریہ کی ضد ہے۔اس لئے اسلام کےساتھ جمہوریت (یا اس کی اصطلاحات)کا پیوند لگا نااور جمہوریت کو مشرف بہ اسلام کرناصریحاً غلط ہے‘‘۔

الغرض!جمہوریت کے عنوان سے'عوام کی حکومت، عوام کے لئے' کا دعویٰ محض ایک فریب ہے، اوراسلام کے ساتھ اس کی پیوندکاری فریب در فریب ہے، اسلام کاجدید جمہوریت سے کوئی تعلق نہیں، نہ جمہوریت کو اسلام سے کوئی

"واسطہ ہے، 'ضدان لایجتمعان' (یہ دو متضادجنسیں ہیں جو اکٹھی نہیں ہوسکتیں)۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ’’حجۃ اللہ البالغۃ‘‘کے باب ’’سیاسۃ المدینۃ‘‘ میں فرماتےہیں

’’ولماکانت المدینۃ ذات اجتماع عظیم لا یمکن أن یتفق رأیھم جمیعاعلی حفظ السنۃالعادلۃ...‘‘۔

’’جبکہ شہر انسانوں کے بڑے ہجوم کا نام ہے،سو ان سب کی رائےکاسنت کی حفاظت پر متفق ہوجانا ناممکن ہے......‘‘۔

معلوم ہواکہ جمہوری نظام ، جو اکثریت کی موافقت کا محتاج ہوتا ہے،اس میں اسلام ومسلمانوں کی کامیابی ثابت کرنادھوکہ کے سواکچھ نہیں۔

قاری طیّب قاسمی رحمہ اللہ "فطری حکومت"میں لکھتے ہیں

۔"یہ(جمہوریت) رب تعالٰی کی صفت 'ملکیت' میں بھی شرک ہےاورصفتِ علم میں بھی شرک ہے۔"

کثرت رائے اور قوت رائے

طرزجمہوری میں کثرت رائے کو وزن دیا جاتا ھے ، جبکہ اسلامی نظام حکومت میں اصل وزن"ویزن" اور قوت رائے" کا ھوتا ھے ...

حکیم السلام قاری محمد طیب قاسمی رحمتہ اللہ فطری حکومت میں فرماتے ھیں "

اس سے کثرت رائے کو فیصلہ کا بنیادی اصول قرار دے دیئے جانے کی جڑ کٹ جاتی ھے ، یعنی امیر منتخب شوری کی آراء میں رائے شماری کر کے اکثریت و اقلیت کا پابند نہ ھو گا بلکہ قوت دلیل کا پابند ھو گا. پس قوت دلیل اساسی چیز ھوگی نہ کہ کثرت رائے کہ زیادہ افراد کا کسی ایک جانب آجانا اسلام میں حق و بطل کے فیصلے کے لیے کوئی بنیادی حیثیت نہیں رکھتا . اس لیےفی نفسہ اکثریت کو اسلام قانون (قرآن حکیم) نے بھی کوئی وقعت نہ دیتے ہوئے حددرجہ غیر اہم ٹھرایا ھے اور دین و ملک اور دیانت و سیاست کے تمام ھی دائروں میں نفس اکثریت کی بے وقعتی اور بے اعتباری کھلے لفظوں میں ظاہر کی ھے .

پس قرآن نے دنیا کی اکثریت سے ایمان کی نفی ، عقل کی نفی ، علم کی نفی ، محبت حق کی نفی ، تحقیق حق کی نفی ، تیقظ و بیداری اور فہم سلیم کی نفی ، وفاء عہد کی نفی کی، ہدایت کی نفی کی ، ثواب آخرت اور جنتی ھونے کی نفی کی ،

جہاد میں اکثریت کےگھمنڈ پر فتح و نصرت کی نفی کی .

استعمالی اشیاء میں اکثریت معیار حق تو کیا ھوتی مرکز باطل ھے ، کیونکه بلحاظ واقعه دنیا کی اکثریت حماقت ، جہالت ، کراہت حق ، اٹکل کی پیروی ، غفلت ، بد عہدی ، ضلالت ، عذاب اخروی ، جہنم رسیدگی ، شکست خوردھگی وغیرہ کا شکار ھے ، اس لیے محض عددی اکثریت اسلام اصول پر کیا قابل واقعت قرار پا سکتی تھی که اسے حقوق کیلئے فیصله کن اصول تسلیم کر لیا جاتا اور امیر کو اس کا پابند کر دیا جاتا۔

مولاناادریس کاندھلوی رحمہ اللہ"عقائدِاسلام" میں لکھتے ہیں

کسی حکومت کے اسلامی ہونے کے لئے حاکم کا ذاتی طور پر مسلمان ہونا کافی نہیں ، جب تک خود حکومت کا مذہب من حیث الحکومت نہ ہو . جیسے آج کل قومی اورعوامی اور نیشنل حکومت کا چرچا ہے ، سو ایسی حکومت اسلامی نہیں کہلا سکتی .جوحکومت اللہ کی حاکمیت اور قانونِ شریعت کی برتری اور بالادستی کو نہ مانتی ہو،بلکہ یہ کہتی ہو کہ حکومت عوام کی ہے اور مزدوروں کی ہے اور ملک کا قانون وہ ہے جوعوام اور مزدور بنا لیں.... سو ایسی حکومت بلاشبہ حکومتِ کافرہ ہے۔

اِناِلْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (سورۃ یوسف ، ۴۰)

ﵟوَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (سورۃ المائدۃ ، ۴۴)

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ﵟوَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (سورۃ المائدۃ ، ۵۰)

پس جو فرد یا جماعت قانونِ شریعت کے اتباع کو لازم نہ سمجھے اس کےکفرمیں کیا شبہ ہے .ایمان نام ہے ماننے کا اور کفر نام ہے نہ ماننے کا

مفتی محمود رحمہ اللہ نے مینگورہ سوات میں ایک وکیل کے سوال کےجواب میں فرمایا

۔"ہم جمہوریت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اس میں تو دو مردوں کی آپس میں شادی کی اجازت ہے۔جیسا کہ برطانیہ نے اس کا بل کثرتِ رائے سے پاس کیاہے۔" (اسلامی خلافت ،صفحہ177)

مولانامحمود الحسن گنگوہی رحمہ اللہ "فتاویٰ محمودیہ"، جلد 20، صفحہ 415 میں لکھتے ہیں۔

۔"اسلام میں اس جمہوریت کا کہیں وجود نہیں (لہذا یہ نظامِ کفرہے) اور نہ ہی کوئی سلیم العقل آدمی اس کے اندر خیر تصور کر سکتا ہے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے جمہوریت کی تردید فرمائی ہے۔ وہاں قوانین و احکام کادارومدار دلائل پر نہیں بلکہ اکثریت پر ہے، یعنی کثرتِ رائےسےفیصلہ ہوتا ہے۔ پس اگر کثرتِ رائے قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو اسی پر فیصلہ ہوگا۔قرآنِ کریم نے اکثریت کی اطاعت کو موجبِ ضلالت فرمایاہے،﴿وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَمَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ الآية﴾[1]۔ ا ہلِ علم اہلِ دیانت اہلِ فہم کم ہی ہواکرتے ہیں۔ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم حضور اکرم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنےوالےتھے،انہوں نے اس کے خلاف کوئی دوسری راہ اختیار نہیں کی ہے۔

) حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۴-۴- ۱۳۹۰ھ)[2]

فتاویٰ محمودیہ؛ جلد چہارم؛ کتاب السیاسۃ والھجرۃ؛ باب جمہوری و سیاسی تنظیموں کا بیان

آجکل جمہوریت کا مفہوم یه ھے که ہر بالغ مرد ، عورت ، خوانده ناخوانده ، عاقل ، سفیہ، کو ووٹ دینے کا حق ھے اور ان کے ووٹوں کی اکثریت سے سربراہ حکمراں تجویز کیاجاتا ھے . اسلام میں اس جمہوریت کا کہیں وجود نہیں ، نه کوئی سلیم العقل اس کےاندر خیر تصور کرتا ھے ، ظاہر ھے که اکثریت نادانوں کی اور جاہلوں کی ھے وہ لوگ ایسے شخص کو هی ووٹ دیں گے جس کے ذریعہ ان کی خواہشات پوری هونے توقع هواور یه یقین ھے که ان کی خواہشات میں شر کا غلبہ ھے تو شر پھیلانے والے سربراہ کاانتخاب کون سی عقل کی بات ھے ؟ اس ملک کی سیاہ بختی کا کیا ٹھکانہ ، جہاں کی سربریہ کامعیار اہلیت و دلائل سے ہٹ کر عوام کالانعام کی کثرت پر رکھ دیاجائے (فتاویٰ محمودیہ ، جلد ۱)

مولانااشرف علی تھانوی رحمہ اللہ "ملفوظاتِ تھانوی"، صفحہ 252 پرلکھتے ہیں

۔" غرض اسلام میں جمھوری سلطنت کوئی چیز نهیں.....یه مخترعه متعارفه جمهوریت محض گھڑاهوا ڈھکوسله ھے ، بالخصوص ایسی جمهوری سلطنت جو مسلم و کافر ارکان سے مرکب هو، وه تو غیر مسلم سلطنت هی هوگی.
۔"

ایک وعظ میں فرماتے ہیں:۔

۔"آجکل یہ عجیب مسئلہ نکلا ہے کہ جس طرف کثرتِ رائے ہو وہ بات حق ہوتی ہے۔ صاحبو! یہ ایک حد تک صحیح ہے مگر یہ بھی معلوم ہے کہ رائے سے کس کی رائے مراد ہے؟ کیا ان عوام کالانعام کی؟ اگر انہی کی رائے مراد ہے تو کیا وجہ ہے کہ حضرت ہود علیہ السّلام نے اپنی قوم کی رائےپر عمل نہیں کیا، ساری قوم ایک طرف رہی اور حضرت ہود علیہ السّلام ایک طرف۔ آخر اُنہوں نے کیوں توحید کو چھوڑ کربُت پرستی اختیار نہیں کی؟کیوں تفریقِ قرم

(کا الزام سر لیا؟ اسی لئے کہ وہ قوم جاہل تھی۔ اسکی رائے جاہلانہ رائے تھی۔" (معارفِ حکیمُ الامّت، صفحہ617

۔"مولانامحمد حسین الٰہ آبادی رحمہ اللہ نے سید احمد خان سےکہا تھا کہ آپ لوگ جو کثرتِ رائے پر فیصلہ کرتے ہیں، اس کا حاصل یہ ہے کہ حماقت کی رائے پر فیصلہ کرتے ہو،کیونکہ قانونِ فطرت یہ ہے کہ دنیا میں عقلاء کم ہیں اوربیوقوف زیادہ، تو اس قاعدےکی بنا پر کثرتِ رائے کا فیصلہ بیوقوفی کا فیصلہ ہوگا۔" (معارفِ حکیمُ الامّت، صفحہ (626

عہدِحاضر میں جو سیاسی جماعتیں اسلام کا نام لیکر اُٹھی ہیں ، ان کی اکثریت بھی نہ صرف یہ کہ جمہوریت کو ایک مسلم اصول قرار دے کر آگے بڑھی ہے، بلکہ انہوں نے بھی اپنےمقصد میں جمہوریت کے قیام کو سرفہرست رکھا ہے اور خود اپنی جماعت کو بھی جمہوری ڈھانچے پر تعمیر کیا ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں یہ دعوے بھی بکثرت کئے گئے ہیں کہ جمہوریت اسلام کے عین مطابق ہے بلکہ اسلام نے جمہوریت ہی کی تعلیم دی ہے، کسی نےبہت احتیاط کی تو یہ کہہ دیا کہ جمہوریت کے جو اجزاء اسلام کے خلاف ہیں، ہم ان کےقائل نہیں ہیں۔ لہٰذا ہماری جمہوریت " اسلامی جمہوریت" ہے۔
یہ تصورات ہمارے دور میں اس قدر مشہور ہو گئے ہیں کہ ان کے خلاف کچھ سوچنا ، کہہ دینادنیا بھرکی لعنت و ملامت کو اپنے سر لینے کے مترادف ہے، اور اگر ایسے ماحول میں کوئی شخص جمہوری حکومت کے بجائے شخصی حکومت (حکیم الامت رحمہ اللہ "شخصی حکومت" سے مراد وہ مثالی حکمران" مراد لیتے ہیں جسے امیرالمومنین یاخلیفہ وقت کہا جاتا ہے۔ص37) کی حمایت کرے تو ایسا شخص تو آج کی سیاسی فضا میں تقریباً کلمہ کفر کہنے کا مرتکب سمجھا جانے لگا ہے۔
((حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے سیاسی افکار صفحہ نمبر: 31، مفتی تقی عثمانی صاحب

جمہوریت نے کثرتِ رائے کو (معاذ اللہ) خدائی کا مقام دیا ہوا ہے کہ اس کا کوئی فیصلہ ردّنہیں کیا جاسکتا ۔
(حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے سیاسی افکار صفحہ نمبر: 32، مفتی تقی عثمانی صاحب)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ھیں کہ

"بعض لوگوں کو یہ حماقت سوجھی کہ وہ جمہوری سلطنت کو اسلام میں ٹھونسنا چاہتے ھیں اوردعوی کرتے ھیں اسلام میں جمہوریت ھی کی تعلیم ھے اور استدلال میں یہ آیت پیش کرتےھیں "وشاورھم فی الامر" (اور تم معملات میں ان سے مشورہ کرو) مگر یہ بلکل غلط ھے . لوگوں نے مشورہ کی دفعات ھی کو دفع کر دیا ھے . اسلام میں جو مشورہ کا درجہ ھے اس کو بلکل نہیں سمجھا ... جس آیت سے یہ جمہوریت کا استدلال کرتے ھیں اس کا اخیر جزو خود ان کے دعوی کی تردید کر رہا ھے

مگر ان کی حالت یہ ھے کہ ایک جزو کو دیکھتے ھیں اور دوسرے جزو سے آنکھیں بند کر لیتے ھیں" ...

((حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے سیاسی افکار صفحہ نمبر: ۴۳،مفتی تقی عثمانی صاحب

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی رشید احمدلدھیانوی رح: نےفرمایا
"احسن الفتاویٰ"، جلد 6، صفحہ24 تا 26 میں لکھتے ہیں:۔
۔"اسلام میں مغربی جمہوریت کا کوئی تصّور نہیں، اس میں متعددگروہوں کا وجود(حزبِ اقتدار و حزبِ اختلاف) ضروری ہے،جبکہ قرآن اس تصّور کی نفی کرتا ہے:۔
وَٱعْتَصِمُوا۟بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًاوَلَاتَفَرَّقُوا۟ ۚ(آل عمران : آیت 103)۔
۔"اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو"۔
اسمیں تمام فیصلے کثرتِ رائے سے ہوتے ہیں جبکہ قرآن اسان داز فکر کی بیخ کرتا ہے:۔
وَإِنتُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّـهِ(الانعام: آیت 116)۔
یہ غیر فطری نظام یورپ سے درآمد ہوا ہےجس میں سروں کوگناجاتا ہے تولا نہیں جاتا۔ اسمیں مرد و عورت، پیر و جواں، عامی و عالم بلکہ دانا ونادان سب ایک ہی بھاؤ تلتےہیں۔

جس اُمیدوار کے پلّے ووٹ زیادہ پڑ جائیں وہ کامیاب قرار پاتا ہےاوردوسرا سراسر ناکام۔مثلاً کسی آبادی کے پچاس علماء، عقلاء اور دانشوروں نےبالاتفاق ایک شخص کو ووٹ دئیے، مگر ان کے بالمقابل علاقہ کے بھنگیوں، چرسیوں اوربے دین اوباش لوگوں نے اسکے مخالف اُمیدوار کو ووٹ دے دئیےجن کی تعداد اکّاون ہوگئی تو یہ اُمیدوار کامیاب اور پورے علاقہ کے سیاہ و سفید کا مالک بن گیا۔

یہ تمام برگ و بار مغربی جمہوریت کے شجرہ خبیثہ کی پیداوار ہے۔اسلام میں اس کافرانہ نظام کی کوئی گنجائش نہیں۔ نہ ہی اس طریقے سے قیامت تک اسلامی نظام آسکتا ہے۔بفحوائے 'الجنس یمیل الی الجنس' عوام(جن میں اکثریت بے دین لوگوں کی ہے)اپنی ہی جنس کے نمائندے منتخب کرکے اسمبلیوں میں بھیجتے ہیں۔

اسلام میں شورائی نظام ہے جس میں اہل الحل و العقد غور و فکر کرکےایک امیر کا انتخاب کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وفات کےوقت چھ اہل الحل و العقدکی شوریٰ بنائی جنہوں نے اتفاقِ رائے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزدکیا۔
اس پاکیزہ نظام میں انسانی سروں کو گننے کے بجائےانسانیت کا عنصر تولا جاتا ہے، اسمیں ایک ذی صلاح مدبّر انسان کی رائے لاکھوں بلکہ کڑوروں انسانوں کی رائے پر بھاری ہوسکتی ہے۔
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی سے استشارہ کےبغیر صرف اپنی ہی صوابد سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا، آپ کا یہ انتخاب کس قدر موزوں مناسب اور جچاتُلا تھا"۔

"احسن الفتاویٰ"، جلد 6، صفحہ94میں لکھتے ہیں:۔

۔"جمہوریت کو مشاورت کے ہم معنیٰ سمجھ کر لوگوں نے یہ کہناشروع کردیا ہے کہ جمہوریت عین اسلام ہے۔ حالانکہ بات اتنی سادہ نہیں ہے۔درحقیقت جمہوری نظام کے پیچھے ایک مستقل فلسفہ ہے۔ جو دین کےساتھ ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ اور جس کیلئے سیکولر ازم پرایمان لانا تقریباً لازمی شرط کی حیثیت رکھتاہے۔"

مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر معارف القرآن میں فرماتے ھیں کہ

موجودہ طرز کی جمہوریتیں چونکہ بادشاہی ظلم و ستم کے ردعمل کےطور پر وجود میں آئیں تو وہ بھی اس بداعتدالی کے ساتھ آئیں کہ عوام کو مطلق آلعنان بنا کر پورے آئین حکومت اور قانون مملکت کا ایسا آزاد مالک بنایا کہ ان کے قلب ودماغ زمین و آسمان اور تمام انسانوں کے پیدا کرنے والے خدا اور اس کی اصل ملکیت وحکومت کے تصور سے بھی بیگانہ ہو گئے، اب ان کی جمہوریت اللہ تعالیٰ ہی کے بخشےہوئے عوامی اختیار پر اللہ تعالیٰ کی عائد کردہ پابندیوں کو بھی بار خاطر خلاف انصاف تصور کرنے لگیں ۔

مفتی ابو لبابہ شاہ منصور دامت برکاتہم

"عالمی یہودی تنظیمیں"، صفحہ 197 پر 'جمہوریت یہودی ایجاد'کی سرخی دے کر لکھتے ہیں:۔
۔"درحقیقت یہ نظام حکومت نہ کسی عقلی کسوٹی پرپورا اترتا ہےنہ عملاً مفید ثابت ہوا۔ نہ فطری طور پر درست ہے اسے یہودی دماغوں نے گڑھا ہے۔"

بظاہر ٹمپلرز کاخاتمه هو گیا لیکن انہوں نے اس صورتحال سے سبق سیکھا اور مستقبل میں اس پر عمل کیا" ایک ھاتھ میں قوت و اقتدار خطرناک هو سکتا هے چنانچه اسے تقسیم کر دیناچاہییے " . اسی فیصلے نے دنیا میں نئے طرز حکمرانی کو متعارف کروایا اوردنیا "جمہوریت" نامی نئے نظام سے واقف هوئی جو برادری کے لئے شکست کھاجانے کے بعد میدان میں آنے اور خم ٹھونک کر آنے کا ذریعه ثابت هوا . ٹمپلرز زیرزمین چلے گئے اور اب نئے دور کا آغاز . هوا ... "جمہوریت" کا آغاز ... جوکه بادشاہت کا متبادل نظام تھا

" برادری نے سمجه لیا تھا که

. خفیه گرفت"ھی ان جیسی کسی خفیه نظیم کے لیے موزوں هے

یه خفیه گرفت موروثی بادشاہت لیکر تخت پر آنے والے مطلق العنان بادشاہوں کی به نسبت عوامی نمائندوں پر آسانی سے قائم کی جا سکتی هے . جب اسمبلیوں میں بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے جمع هوں گے تو انکی بولی لگانا اور ان کی بولی کو اپنی مرضی کا رخ دینا آسان هوگا . "عوامی نمائندے" اپنے انتخاب کے لیے ہمیشه سرمائے اور تشہیر کے محتاج رہتے هیں .برادری کا سودی سرمایه اور دروغ گو میڈیا نہایت آسانی سے ان نمائندوں کی"عوامیت" ختم کر کے انہیں برادری کا تابع بنا سکتا هے . پھر جمہوری فیصلوں میں ابہام زیاده هوتا هے . کچه پتا نہیں کس نے کس رائے کے حق میں خفیه ووٹ ڈالا. ابہام جس قدر زیاده هوگا "ان" کا تحفظ بھی زیاده هوگا. اگر آپکو اپنے دشمن کا علم نہیں هو گا "تو کیا کریں گے ؟ آپ خود کو الزام دیں گے یا کہیں گے "وقت هی برا چل رہا هے

(دجال ، عالمی دجالی ریاست ...ابتدا سے انتہا تک ، ص ۲۳ ، مفتی ابو لبابه شاہ منصور)

حضرت علامه سید سلیمان ندوی رحمته الله علیه اسلامی جمهوریت کورد کرتے هوئے لکھتے هیں
" جمهوریت اور جمهوری عمل کا اسلام سے کیا تعلق هے؟اور خلافت اسلامی سے کیا تعلق هے ؟ موجوده جمهوریت تو سترهویں صدی کے بعد پیداهوئی هے یونان کی جمهوریت بهی موجوده جمهوریت سے الگ تهی لهذا اسلامی جمهوریت ایک بےمعنی اصطلاح هے.
همیں تو اسلام میں کهیں بهی مغربی جمهوریت نظر نهیں آئی اور اسلامی جمهوریت تو کوئی چیزهے هی نهیں معلوم نهیں اقبال مرحوم کو اسلام کی روح میں یه جمہوریت کہاں سے نظرآگئی ؟ جمهوریت ایک خاص تاریخ و تہذیب کا ثمره هےاسے اسلامی تاریخ میں ڈهونڈنامعذرت خواهی هے .
* دیکهئےماهنامه ساحل ، کراچی شماره جون ۲۰۰۲ءماخوذ از مالی علامه سید سلیمان ندوی رح: مرتبه مولانا غلام محمد
* :رح

مولاناعبد الحق حقانی رحمته اللہ علیہ فتاوی حقانیه میں فرماتے هیں

اسلام ایک ایسا نظم حیات هے جو اپنی خصوصیات کی وجه سے مستقل تشخص کا مالک هے ، اس کا تعلق جمہوریت یاسوشلزم سے جوڑنا اسلامی نظام حیات سے ناواقفیت کی دلیل هے . یه تو هر شخص جانتا هےکه مغربی طرز کی حکومت می طاقت کا سر چشمه عوام هوتے هیں ، عوام جس طرح چاهیں ملک کے قانون پر اثر انداز هو سکتے هیں ، ملک کے کسی بهی رائج الوقت قانون کو محض اکثریت کے بل بوتے پر ختم کر سکتے هیں ، اور اگر چاهیں تو بے دینی اور خلاف انسانیت قانون کو راتوں رات پاس کر کے ملک پر نافذ کر سکتے هیں . ایسے نظام میں طاقت کا سر چشمه عوام هی هوتے هیں جبکه عوام کے نمائندے وزیر اعظم کو ملک کی قسمت سے کهیلنے کے لیے لامحدود اختیارات حاصل هوتے هیں ، ایسے فرسوده نظام میں صرف افراد گنے جاتے هیں ، باطنی معانی اور علم و دانش کی کوئی قدر نہیں هوتی ، معاشره کی قابل فخر شخصیات اور ادنی فرد کی رائے ایک شمار هوتی هے . یہی وجه هے که ایسی جمہوریت کے ذریعے قائم هونے والی حکومت بظاہر اپنے آپ کو عوام کا ترجمان شمار کرتی ہے لیکن عوام کے حقوق سب سے زیاده اسی کے ذریعے پامال هوتے هیں۔

چنانچه پاکستان کے معاشرے کے حواله سے یه بات کسی سےڈهکی چهپی نہیں که جمہوری نظام هی میں قوم نے تباہی و بربادی اور ہلاکت کے کون سےمواقع نہیں دیکهے.

جبکه اس کے برعکس اسلام میں طاقت کا سر چشمه الله تعالیٰ کی ذات هے اور خلیفه صرف تنفیذ احکام الہی کے لیے نیابت کی ذمه داری نبهاتا هے.

علاوه ازیں جمہوری نظام میں طریقه انتخاب بهی اسلام کے طریقه انتخاب سے مختلف هوتا هے ، جس میں شوری کو یه اختیار نہیں که وه الله تعالی کے مقرر کرده قانون کے خلاف فیصله کرے ، شوری کی تمام سرگرمیاں دین کے ماتحت رہتی هیں ، یہی وجه که جب تک خلیفه الله تعالیٰ کےقانون کا تابع هو تو اس کی خلاف ورزی ناجائز بلکه بغاوت تصور هوگی۔ .

بہرحال اسلام ایک مستقل نظام حیات هے جو مروجه مغربی جمہوریت کی خوشه چین هے ، ووٹنگ کے مروجه نظام

. کے مقابلہ میں اسلام میں شورائی اور استخلاف کا نظام موجود ھے

شیخ الاسلام مولانا سیدحسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ھیں کہ

"مسلمانانِ پاکستان جو اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے ھیں وہ سب ہمارے بھائی ھیں ان سے ہمارے تعلقات ویسے ھی ہونے چاہئیں جو ساری دنیا کے سنی مسلمانوں کے ساتھ ھیں . وہاں ایک یورپین طرز کی جمہوری حکومت ھے . جس میں حسب آبادی مسلم اور غیر مسلم سب حصہ دار ھیں . جیسا کہ خود مسٹر جناح نے بار بار تصریح کی ہے اور اب اسمبلی کے افتتاح میں انہوں نے یہی تقریر کی ھے . اس کو بیرونی حکومتیں بھی اسلامی حکومت نہیں . تسلیم کرتے

(مکتوبات شیخ الاسلام ، معارف وحقائق)